پاکیزگی روح کا اثر

(از مولوی ابو عمران محمد حسین صاحب حسن پوری متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

حضرات! ٹیلیفون کی ایجاد سے پہلے کون جانتا تھا۔ کہ انسان سینکڑوں کوس پر بیٹھا ایک آلہ کے ذریعہ کسی دوسرے شخص سے باتیں کر سکتا ہے۔ ریڈیو کی ایجاد سے پہلے کسے علم تھا کہ ٹھیک اسی وقت جب ہم لندن میں کھڑے تقریر کر رہے ہوں دنیا کے گوشہ گوشہ اور کونے کونے میں ہماری تقریر سنی جائیگی۔ ٹیلی وژن کی ایجاد سے پہلے کس کے علم میں تھا کہ سینکڑوں میل دور بیٹھے جس سے باتیں کر رہے ہوں اس کے سامنے ہماری تصویر بھی پہنچ جائے اور یہ تصویر بولتی دکھائی دے۔ ہوائی جہاز کی ایجاد سے پہلے کس کے وہم و گمان میں تھا کہ خاکی انسان لوہے اور بھاپ کے زور پر ہوا میں اُڑ سکتا ہے۔ بجلی کی ایجاد سے پہلے جب ہم مٹی یا لوہے کے دیوؤں میں اپنے ہاتھ سے تیل جلایا کرتے تھے تو ہم نے کبھی یہ سوچا تک نہ تھا۔ ہمارے دماغ میں یہ بات آئی تک نہ تھی کہ کوئی دن ایسا آئیگا کہ ہم گرتے آبشاروں اور بہتے دریا کی روانی سے ایک ایسی روشنی پیدا کر سکیں گے جو تار کے ذریعہ سینکڑوں میل تک لیجائی جاسکے گی۔ اور جب چاہیں گے بٹن پر ہاتھ رکھتے ہی اس ساری دنیا کو روشن کر دینگے۔ اور جب چاہیں گے تاریک بنا دینگے۔ لیکن آج نہ صرف ہم جانتے ہیں کہ یہ سب باتیں ممکن ہیں۔ بلکہ عملاً ہماری دنیا میں موجود ہیں۔ اور ہم ہر وقت اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اور چلتے پھرتے غرضیکہ ہر حالت میں سائنس کے یہ عجائبات دیکھ رہے ہیں۔

کل جو چیز ناممکن تھی آج ممکن کیوں ہے؟ کل جو چیز معدوم تھی آج موجود کیوں ہے؟ یہ راز ہے اس کائنات کا، ہماری اس کائنات میں خدا جانے ابھی کتنے راز چھپے ہیں۔ قدرت کے حسین چہرہ پر ابھی کتنی نقابیں پڑی ہیں۔ اور انسان کب تک ان نقابوں کو چاک کر سکیگا۔ یہ ریڈیو کی ایجاد، یہ تار برقی سلسلہ کا قیام، یہ ٹیلی وژن، یہ ہوائی جہاز اور ٹیلی فون کیا ہیں؟ قدرت کے وہ چند راز ہیں جنھیں انسان اپنے غور و فکر اور جد و جہد کی وجہ سے معلوم کر چکا ہے۔ انسان کی کوشش اگر ایسی ہی رہی اور وہ قدرت کے چھپے خزانوں سے دامن بھرنیکی ایسی ہی محنت کرتا رہا تو وہ اور بھی سینکڑوں نامعلوم باتیں معلوم کر لیگا۔ بہت ممکن ہے کہ وہ دریا کی روانی روک سکے۔ بہت ممکن ہے کہ بارش برسا سکے۔ اور جب چاہے روک دے۔ ان چیزوں کو جو بظاہر ناممکن ہیں انسانی کوشش ممکن بنا سکتی ہے۔ چنانچہ یورپ کے مفکرین کوشش کر رہے ہیں کہ فضا میں پھیلی ہوئی ان آوازوں کو پکڑ سکیں جو سینکڑوں سال سے اس دنیا میں چکر لگا رہی ہیں۔ آج تم اسے ناممکن سمجھ رہے ہو لیکن کل جب یہ آوازیں پکڑ لی جائیں گی تو یہی ناممکن ممکن ہو جائیگا۔ اور تم اپنی آنکھوں سے یہ سب تماشا دیکھ لوگے تمہارے کان یہ ساری باتیں سن لینگے اسی مادی کائنات کی طرح جس میں ہم تم بستے ہیں۔ ایک اور کائنات بھی ہے۔ یہ ہے "روح کی دنیا" من کی کائنات اور

اس میں بھی وہی وسعتیں ہیں۔ جو یہ مادی دنیا اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے اس میں بھی ریڈیو، تار برقی، ٹیلی وژن، اور اور بجلی کے خزانے مدفون ہیں۔ لیکن اس کا ریڈیو، تار برقی، ٹیلی وژن، اور بجلی ہماری اس مادی دنیا سے بہت مختلف ہیں۔

اس مادی دنیا کی یہ ساری چیزیں چند مادی آلات کے محتاج ہیں۔ کیونکہ مادی دنیا کے سامان بھی تو مادی ہوتے ہیں روح کی دنیا میں ان مادی سامانوں کی ضرورت نہیں۔ وہاں اپنے من کی بات دوسرے کے من تک پہنچانے کیلئے کسی آلہ کے توسط کی ضرورت نہیں پڑتی۔ تمہارے دل روشن ہوں، تمہارے دل کے کان کھل جائیں، تمہارے دل کی آنکھیں بصیرت رکھتی ہوں تو تم نہ صرف اس عالم کے مختلف گوشوں میں چھپی باتیں جان سکتے ہو۔ بلکہ توفیق الٰہی دوسر کے من کے بھید بھی پا سکتے ہو۔ یہ چیز تمہیں عجیب معلوم ہوگی تم حیرت سے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لوگے لیکن محنت اور جدوجہد ان ساری ناممکنات کو ممکن بنا سکتی ہے۔ تم اپنی روح کو بیدار کرلو۔ تمہارے سینے میں ایمان اور توجہ الی اللہ کا چراغ روشن ہو جائے تو تم وہ وہ چیزیں دیکھ لوگے جنھیں تمہارے کانوں نے نہ سنا ہوگا اور نہ آنکھوں نے اب تک دیکھا ہوگا۔ تم کہہ سکتے ہو کہ جو چیز ہمیں دکھائی نہیں دیتی جس کی آواز ہم سُن نہیں سکتے وہ کیسے دیکھی اور سُنی جا سکیگی۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح آج سے پہلے تم لندن میں کھڑے ہوئے اپنی تقریر ہندوستان والوں کے کانوں تک نہیں پہنچا سکتے تھے مگر آج پہنچا سکتے ہو۔ کل کا ناممکن آج ممکن ہے۔ ہم میں بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے من کی دنیا روشن ہے جن کی روح کان بھی رکھتی ہے اور آنکھیں بھی۔ جو ایسی باتیں سُن بھی سکتے ہیں جو ابھی زبان پر نہ آتی ہوں۔ ان میں یہ استعداد کہاں سے آتی ہے وہ اپنے دل کو توجہ الی اللہ سے بیدار کرتے ہیں۔ ان کا دل خدا سے لگاؤ رکھنے کی وجہ سے اتنا قوی ہو جاتا ہے کہ وہ چھپی باتیں سُن بھی لیتا ہے اور دیکھ بھی سکتا ہے یہ ساری قوت وہ عطا کرتا ہے جو بہت قوی اور قادر مطلق ہے۔ وہ جس نے ہماری دنیا میں عجیب عجیب صلاحیتیں پیدا کیں۔ وہ جس نے ہماری زبان سے ادا کئے گئے۔ الفاظ کو فضا میں زندہ رکھا وہ جس نے لوہے شیشے اور اس قسم کی دھاتوں میں یہ قوت پیدا کی کہ فضا میں اڑنے والی آوازوں کو پکڑ سکیں اور نہ صرف پکڑ سکیں بلکہ جہاں چاہیں پھیلا سکیں۔ ہم میں یہ ساری مادی قوت محنت اور کوشش سے پیدا ہوئی۔ اگر ہم اپنے دل کو سنوارنے اور اسے بیدار کرنے کیلئے بھی کوشش اور محنت کریں تو ہماری روح بیدار ہو کر ہمیں ساری الجھنوں سے نجات دے سکتی ہے۔

جانتے ہو! نبی کی روح کیوں بیدار ہوتی ہے؟ وہ کیوں چھپی باتوں کو دیکھ اور سُن لیتا ہے؟ محض اسلئے کہ وہ خدا کا ہو جاتا ہے۔ ہاتھ میں کنکر لیکر پھینکتا ہے تو خدا کہہ دیتا ہے کہ یہ کنکر تم نے نہیں ہم نے پھینکا۔ وہ بیعت لیتا ہے تو خدا کہہ دیتا ہے کہ یہ بیعت تم نے نہیں ہم نے لی۔ جو شخص خدا کا ہو جائے خدا اس کا ہو جاتا ہے اسے سچ پوچھو تو خدا جس کا ہو جائے اس کے نزدیک یہ مادی سامان یہ مادی ریڈیو اور ٹیلی فون کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ نبیوں میں حضورؐ کی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ ہم قدم قدم

عجیب باتیں دیکھتے ہیں۔ آخر یہ کیا تھا کہ جبرئیلؑ کو حضورؐ تو دیکھ لیتے ہیں۔ مگر ساتھ والے نہیں دیکھ سکتے۔ یہ کیا تھا کہ حضورؐ کو قتل کرنے کیلئے ننگی تلواریں لئے کھڑے ہیں۔ باہر جانے کے تمام راستے بند ہیں مگر حضورؐ نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سُلا کر دروازہ سے باہر نکلتے ہیں۔ اور نکلتے ہی چلے جاتے ہیں۔ دشمن جاگنے اور آنکھیں رکھنے کے باوجود حضورؐ کو جاتے دیکھ نہیں پاتے۔ ان کی بصارت کیا ہوئی۔ ان کی روشن آنکھیں کیوں ایک مادی جسم رکھنے والے انسان کو جاتے نہ دیکھ سکیں؟ اسلئے کہ اس وقت ان آنکھوں کی بینائی چھین لی گئی تھی۔ اور چھیننے والا وہ تھا جو اندھوں کو بینا اور بیناؤں کو اندھا کر سکتا ہے۔

حضورؐ اور صدیقؓ غارِ حرا میں چھپے ہیں۔ ان دونوں مقدس وجودوں کے نقوش پا زمین کی چھاتی پر جمے ہیں۔ دشمن ان کو دیکھکر غارِ حرا کے منہ تک پہنچتا ہے۔ نقوش پا غارِ حرا کے منہ پر پہنچکر ختم ہو جاتے ہیں اور یہ صاف اور واضح بات ہے کہ بھاگنے والے یہیں چھپے ہیں۔ لیکن وہ ذات پاک جس نے پاؤں میں یہ طاقت پیدا کی کہ وہ چلتے وقت زمین کی چھاتی میں اپنے نشان چھوڑ جائیں۔ اس میں یہ طاقت بھی تھی کہ تعاقب کرنے والوں کے دل میں اپنی آنکھوں دیکھی بات پر یقین نہ آنے دے۔ اور وہ ان کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دو کہ " اس تاریک اور خطرناک غار میں نہ آجتک کوئی چھپا ہے اور نہ چھپے گا گو نقوشِ پا یہاں تک آکر ختم ہو جاتے ہیں "

حضورؐ کی زندگی میں اور بھی بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ روح جب بیدار ہو جاتی ہے تو وہ وہ چیزیں دیکھنے اور سننے میں آتی ہیں جنھیں ہماری ظاہری آنکھ اور کان دیکھ اور سُن نہیں سکتے۔ مگر حضورؐ نماز پڑھتے وقت شیطان کو دیکھ لیتے ہیں اور اسے پکڑنے کیلئے ہاتھ بڑھا دیتے ہیں۔ لوگوں کو کیا علم تھا کہ حضورؐ کی بیدار آنکھیں کس غیر مرئی چیز کو دیکھ رہی ہیں۔ نماز میں اس قسم کا ایک اور واقعہ ہوا۔ حضورؐ تلاوت فرماتے فرماتے کچھ قدم آگے بڑھے اور تھوڑی دیر بعد پیچھے ہٹے۔ نماز کے بعد لوگوں نے پوچھا حضورؐ آپ آگے کیوں بڑھے اور پیچھے کیوں ہٹے؟ حضورؐ نے فرمایا مجھے جنت اور دوزخ دکھائی گئی۔ جنت کے میوے توڑنے کیلئے میں آگے بڑھا اور دوزخ سے ڈر کر پیچھے ہٹا۔ حضورؐ کی زندگی سے اگر قطع نظر کر لیا جائے تو بھی ہمیں تاریخ میں اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ مثلاً عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ میں ہیں اور مسجد نبوی میں کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ آواز دیتے ہیں اے ساریہ پہاڑ کے اس طرف ہو جا۔ یہ آواز شام کے ایک میدان میں کھڑی مسلمان فوج سنتی ہے اور حکم کی تعمیل کرتی ہے۔ یہ کیا بات تھی حضرت عمرؓ کی آنکھوں نے سینکڑوں کوس دور کے ایک منظر کو دیکھ لیا۔ اور ایک ذمہ دار سپہ سالار کی طرح ہزاروں میل دور سے اپنی فوج کی اسوقت رہنمائی فرمائی۔ جبکہ فوج ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہونیوالی تھی۔ قرآن حکیم کی روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر قدرت حاصل تھی۔ وہ پرندوں کی زبان سمجھتے تھے۔ ہُدہُد ان کا نامہ بر تھا۔ جن ان کے چاکر تھے۔ ملکہ سبا کا تخت آنکھ جھپکنے میں سینکڑوں میل کی مسافت سے انکے پاس پہنچ گیا۔ یہ ساری نعمتیں کیوں حاصل تھیں محض اسلئے کہ انکی روح بیدار تھی وہ خدا کے ہو گئے تھے یہ سب فیاضی تھی اللہ کیطرف